غزل

دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں
خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں

کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے
لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرّر نہیں ہوں میں

حد چاہیے سزا میں، عقوبت کے واسطے
آخر گنہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں

کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے
لعل و زمرّد و زر و گوہر نہیں ہوں میں

رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ
رتبے میں مہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں

کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے
کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں

غالبؔ وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دُعا
وہ دِن گئے، جو کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں

(۲)

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے

ڈرے کیوں میرا قاتل؟ کیا رہے گا اس کی گردن پر؟
وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے

نکلنا خُلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں، لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا
اگر اس طرّۂ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی
وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے

محبت میں نہیں ہے فرق مرنے اور جینے کا
اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے

کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ
پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

(دیوانِ غالب)

مشق

۱۔ ؎ کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

غالبؔ کے اس شعر کی تشریح کریں نیز یہ بتائیں کہ اس میں علمِ بیان کی کون سی خوبی پائی جاتی ہے۔

۲۔ مندرجہ ذیل مصرعوں کا مفہوم واضح کریں۔

(ا) لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں
(ب) رتبے میں مہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں
(ج) وہ دن گئے کہ کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں
(د) بہت نکلے میرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے
(ہ) اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے

۳۔ غالبؔ کی پہلی غزل کی ردیف تحریر کریں۔

۴۔ غالبؔ کی دوسری غزل کے قافیوں کی نشان دہی کریں۔

۵۔ آپ کو غالبؔ کا کون سا شعر زیادہ پسند ہے اور کیوں؟

۶۔ مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب کو جملوں میں استعمال کریں۔
حرفِ مکرر۔ لعل و زمرد۔ مہر و ماہ۔ کمتر۔ عقوبت۔ گردشِ مدام۔ بھرم کھلنا۔ چشمِ تر۔

۷۔ غالبؔ کے کلام کی نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

Not For Sale

داغؔ دہلوی

پیدائش: ۲۵ مئی ۱۸۳۱ء

وفات: ۱۹۰۵ء

نواب مرزا خان داغؔ دلّی میں پیدا ہوئے۔ قلعہ معلّیٰ میں پرورش پائی۔ قلعہ میں مشاعروں کی رونق کو داغؔ نے قریب سے دیکھا اور یہیں سے ان کا ذوقِ شاعری اُبھرا اور نکھرا۔ شاعری میں استاد ذوقؔ کے شاگرد تھے۔

داغؔ کے یہاں جو چیز سب سے نمایاں ہے وہ لطفِ محاورہ اور زبان کا چٹخارہ ہے۔ اُن کا اندازِ بیان بڑا خوبصورت ہے۔ داغؔ کی غزلوں میں عشق کی معاملہ بندی، شوخی اور مسرت کے جذبات کی فراوانی ہے۔ ان کی شاعری میں میرؔ کا غم یا غالبؔ کا غور و فکر نہیں ہے مگر ان کا اندازِ بیان سہلِ ممتنع کی بہترین مثال پیش کرتا ہے جس کی بدولت ان کی شاعری کو ایک خاص مقام حاصل ہوا ہے۔ ان کی زبان کو سند کا درجہ حاصل ہے۔ ان کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ علامہ اقبالؔ بھی انھیں اپنا کلام اصلاح کے لیے ارسال کیا کرتے تھے۔ ان کی موت پر اقبالؔ نے ایک پُر تاثیر مرثیہ لکھا جس میں داغؔ کی شاعری کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ اُردو غزل کی تاریخ میں داغؔ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اردو زبان کے فروغ میں بھی ان کی شاعری کا بڑا حصہ ہے۔ داغؔ کا کلیات اردو شاعری کا قابلِ قدر سرمایہ ہے۔

مجموعۂ ہائے کلام: ماہتاب داغ، گلزارِ داغ، آفتاب داغ اور یادگار داغ، داغ دہلوی کے نمائندہ شعری مجموعے ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں حیدرآباد میں ان کا انتقال ہوا۔

Not For Sale